بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر محمد اشرف شاہین قیصرانی ☆
لیفٹیننٹ کرنل محمد گل نواز ☆

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی

اور افواجِ پاکستان کے لئے اسباق

دین اسلام حریت بشریت کا داعی ہے، ہادی اسلام کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اس دین کے نور کی کرنیں چہار سو عالم میں پھیلیں اور انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لایا جائے۔ طلوع اسلام کے وقت ساری دنیا میں ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا۔ خطہ عرب سے باہر قیصر و کسریٰ کی دو عظیم عالمی طاقتیں دنیا میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس (Law of Might) کا قانون نافذ کر کے انسانیت کی تحقیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں کوشاں تھیں، جزیرہ نما عرب میں بھی جنگل کا قانون نافذ تھا، پورا معاشرہ جہالت کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا اور صاحبانِ اقتدار رزائل اخلاق کی پشت پناہی کیا کرتے تھے۔

ان حالات میں نبی آخر الزمان ﷺ نے جب انسانیت کو خدائے واحد کی پرستش کرنے اور اخلاق حمیدہ اپنانے کی دعوت دی تو تمام طاغوتی طاقتیں مجتمع ہو کر سد راہ بن گئیں، اور پیغام جدید پر لبیک کہنے والوں کا ناطقہ بند کر دیا گیا، یہاں تک کہ ان کو اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ظلم و تعدی کے اس سیلاب پر بند باندھنے کے لئے اس مظلوم جماعت کی شیرازہ بندی کی، چنانچہ اس جماعت کی تربیت کے ساتھ ساتھ ایسی جنگی حکمتِ عملی وضع کی جس پر عمل پیرا ہو کر پورے جزیرہ نما عرب میں محض چند جانوں کی قربانی کے عوض امن و امان کی ایسی راہیں ہموار ہوئیں کہ صنعاء و حضرموت

☆ پروفیسر مسند سیرت جامعہ بلوچستان، کوئٹہ، ☆ آرمی ایجوکیشن کور (مسلم عربی کمانڈ اینڈ، اسٹاف کالج کوئٹہ)

سے مکہ مکرمہ اور وہاں سے ایران و روم کی سرحدوں تک شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پینے لگے، دیکھنا یہ ہے کہ وہ طریقۂ کار کیا تھے جن پر عمل پیرا ہو کر اللہ کے رسول ﷺ نے ممولے کو شہباز سے لڑایا اور ہر میدان میں کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ(۱) کی عملی تفسیر کھل کر سامنے آ گئی۔

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت کا منبع بھی تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خیر کثیر سے نوازا تھا، آپ نے تیرہ سال تک مکہ کی گلیوں میں تمام تر ظلم و ستم سہنے، بیت اللہ میں عبادت سے محروی اور طائف میں پتھروں کی بارش سے لہولہان ہونے کے باوجود شمشیر و سناں تو درکنار، بددعا کے لئے بھی ہاتھ نہ اٹھائے، تاہم موضوع کی مناسبت سے چونکہ اس مقالے کا دائرہ کار آنحضرت ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی ہے لہذا آپ کی پرامن تبلیغ اور مساعیٔ جمیلہ کا تذکرہ کئے بغیر صرف مغازی کے تناظر میں منتخب موضوعات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

جنگی حکمتِ عملی کے مختلف پہلو:

جدید لغت میں جنگی حکمتِ عملی سے مراد دشمن کے مقابلے میں فتح کو یقینی بنانے اور شکست کے اسباب کو کلیتاً ختم کرنے کے لئے، اقتصادی، نفسیاتی اور خالص فوجی بنیادوں پر وضع کی گئی ایسی منصوبہ بندی اور طریقۂ کار ہے جو جنگ و امن ہر دو حالتوں میں قابلِ عمل ہو۔ (۲) اس بات کے پیش نظر دیکھنا یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فسادی عناصر کے مقابلے میں کس انداز سے منصوبہ بندی کی، مزید برآں یہ کہ آپ ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کس قدر سائنٹفک اور جدید عسکری رجحانات کی آئینہ دار تھی اور عصر حاضر میں اس سے کیا اسباق حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تیاری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی جماعت کو دشمن پر غلبے کی پہلی شرط یعنی ایمان و یقین (۳) کے زیور سے آراستہ کرنے کے بعد ان کو مقصد زندگی سمجھایا، اس وقت جو بھی شخص مسلمان ہوتا وہ فوراً عساکر اسلامی کا حصہ بن جاتا تھا، آپ ﷺ کو نفسیاتِ انسانی پر عبور حاصل تھا، نفسیات دانی قائدین کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی افرادی قوت کو ان کی حسبِ لیاقت، برمحل و برموقع تعینات کر کے بہترین ثمرات حاصل کر سکتے ہیں۔ (۴) رسول کریم ﷺ بھی نفسیاتِ انسانی میں مہارت کی بدولت ہر شخص کی جسمانی

صلاحیت اور ذہنی استعداد کے مطابق یہی اسے کام سونپتے تھے، یہاں تک کہ جو لوگ معذور ہوتے وہ بھی پچھلے مورچوں پر رہ کر عسکری فرائض سرانجام دیتے، حضرت ابن ام مکتوم کو بدر کی طرف روانگی سے قبل مدینہ منورہ میں عقبی ہیڈ کوارٹرز (Rear Headquarters) کا انچارج بنایا گیا حالانکہ وہ نابینا تھے، بعد میں حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر کو یہ فریضہ سونپا گیا۔(۵) یہ اس وقت ہوا جب حضرت عثمانؓ جیسے سابقون الاولون میں شمار ہونے والے صحابیؓ بھی مدینہ منورہ میں موجود تھے مگر وہ اپنی زوجۂ محترمہؓ کی تیمارداری کی وجہ سے پیچھے چھوڑے گئے تھے،اس لئے انہیں اضافی ذمہ داریاں نہیں سونپی گئی تھیں۔(۶)

غزوۂ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے مہاجرین صحابہؓ کو مختلف سمتوں یعنی ساحلِ سمندر سے گزرنے والے تجارتی راستے، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان بسنے والے مؤثر اور معتبر قبائل اور مکہ مکرمہ اور نجد کے درمیان گزرگاہ پر ایسے مقامات کی طرف جو فوجی نکتہ نظر سے نہایت اہم تھے،عسکری ذمہ داریاں سونپ کر روانہ کیا، یہ تمام علاقے پہاڑی، صحرائی، میدانی یا بیک وقت صحرائی و پہاڑی تھے۔ اس کے علاوہ یہ علاقے آب و ہوا کے لحاظ سے سخت ہونے کے ساتھ ساتھ دشوار گزار تھے۔ ذمے داریوں کا مقصد جہاں ان کی جسمانی اور معنوی تیاری تھا وہاں مختلف موسموں اور علاقوں میں سپاہ کی اجتماعی تربیت (Collective Training) بھی مقصود تھی تاکہ بوقتِ ضرورت جغرافیائی تغیر و تبدل حصول مقصد کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، چنانچہ یہی لوگ بعد میں سرحداتِ ہند سے لے کر مراکش تک گئے اور مختلف النوع جغرافیائی تبدیلیوں میں اپنے آپ کو آسانی سے ڈھالتے گئے،اُن کے عقیدے کی پختگی اور جسمانی تربیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مسلم نے کہا تھا کہ

رُھْبَانًا بِالَّیْلِ وَ فُرْسَانًا بِالنَّھَارِ۔(۷)

یہ لوگ راتوں کے عبادت گزار اور دن کے وقت شاہسوار ہیں۔

دشمن کے متعلق معلومات:

میدانِ جنگ میں اترنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ دشمن کے مکمل کوائف اور معلومات حاصل کر لیتے تھے تاکہ جنگ کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی دو سالوں میں حضرت عباسؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور مکہ میں مقیم تھے) وقتاً فوقتاً معلومات فراہم کرتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت بسبسؓ نے بدر میں، حضرت معبدؓ نے حمراء الاسد میں، حضرت اوسؓ بن خولی نے ذی

طویٰ میں، حضرت بشرؓ بن سعد نے عمرۃ القضاء کے موقع پر ظہران میں، حضرت حسیلؓ ابن نویرہ نے خیبر میں، حضرت انسؓ بن مرثد غنوی نے اوطاس میں اور حضرت عبداللہؓ بن ابوحدرد اسلمی نے بنوہوازن کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے جاسوس کے طور پر فرائض انجام دیئے (۸) جن کی فراہم کردہ معلومات پر آپ ﷺ نے جنگی منصوبہ بندی کی، دشمن کی صفوں میں ایسے عناصر کی نشان دہی بھی کی جاتی تھی جو مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر سے پہلے اپنی سپاہ کو بتادیا تھا کہ حکیم بن حزام، اخنس بن شریق اور ابوالبختری کو قتل نہ کیا جائے۔ (۹) انصارِ مدینہ بھی آزادی کے ساتھ مکہ مکرمہ آیا جایا کرتے اور کفارِ قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے، ایسے ہی ایک سفر میں حضرت سعدؓ بن معاذ اور ابوجہل کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی۔ (۱۰)

آپ کا طریقۂ کار یہ تھا کہ طلایہ گرد دستے (Reconnaissance Squads) ترتیب دیتے جو مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن اور حلیف قبائل کی صلاحیتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ ضرورت پڑنے پر یہ دستے فائٹنگ پٹرول (Fighting Patrol) کا کام دیتے، عبداللہؓ بن جحش کا طلایہ گرد دستہ اس کی ایک بڑی مثال ہے جس نے عمرو بن حضرمی کو قتل کرکے اس کے دو ساتھیوں کو قیدی بنایا تھا، (۱۱) آپ ﷺ حلیف قبائل کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھتے جو سلطنت مدینہ کے خلاف ہونے والے کسی بھی گٹھ جوڑ اور منصوبہ بندی سے آپ ﷺ کو آگاہ کرتے۔ بعض لوگ انفرادی طور پر بھی یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے، احد کے دوسرے روز لشکر کفار کی نقل و حرکت کے بارے میں حضرت معبدؓ نے جو معلومات فراہم کی تھیں ان سے رسول اللہ ﷺ کو دشمن کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں بڑی مدد ملی۔ (۱۲) آپ ﷺ کا ایک طریقہ یہ تھا کہ لشکر کے آگے چند افراد کو بھیجتے جو دشمن کی نقل و حرکت اور جنگی معلومات حاصل کرتے تھے، بدر کے موقع پر بھی ایسے دو دستے بھیجے گئے جن میں حضرت بسبسؓ، حضرت عدیؓ انصاری، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جیسے جلیل القدر صحابہؓ شامل تھے۔ (۱۳)

رسول مقبول ﷺ کی یہ سنت تھی کہ آپ ﷺ ایک ذریعے (Sou :) سے حاصل شدہ معلومات کی تصدیق دوسرے ذریعے سے کیا کرتے تھے، غزوۂ احد کے موقع پر حضرت عباسؓ نے جو خط بھیجا تھا اس کی تصدیق کے لئے آپ ﷺ نے حضرت انسؓ اور ان کے بھائی حضرت مونسؓ کو بھیجا تھا جنہوں نے لشکر کفار کے نواحِ مدینہ میں پہنچنے کی تصدیق کی تھی۔ بدر میں آپ ﷺ نے ایک مرد پیر سے کفار کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور بعد میں دو غلاموں کے ذریعے (جنہیں مسلمان طلایہ گرد دستہ پکڑ لایا

تھا) دشمن کے کوائف، تعداد اور جنگی استعداد کے متعلق تصدیق کی تھی۔ (۱۴) غزوۂ خیبر کے دوران مقامی لوگوں میں سے دو افراد کے ذریعے یہود خیبر کے بارے میں پہلے سے حاصل شدہ معلومات کی تصدیق کی گئی۔ غزوۂ خندق میں حضرت زبیرؓ اور حضرت حذیفہؓ کا کردار بھی اس سلسلے کی بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ (۱۵)

عسکری رازوں کی حفاظت:

ہادیٔ برحق ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی ایسی تربیت کی تھی کہ مسلمانوں کی عسکری منصوبہ بندی کی کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔ آپ ﷺ بعض معاملات میں صحابہؓ سے مشورہ کرتے مگر بعض معاملات کو عام صحابہؓ سے پوشیدہ رکھتے، یہاں تک کہ اسلامی افواج کے تحرک سے بھی یہ اندازہ نہ ہوتا کہ کس جانب کا ارادہ ہے، بدر کے موقع پر معروف راستے کو چھوڑ کر شمال کی جانب پیش قدمی کی وجہ سے اپنی فوج کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اصل پیش قدمی کس طرف ہوگی۔ (۱۶) دیگر جنگوں میں بھی اس توریہ (توریہ سے مراد ایسی فوجی کاروائی یا نقل و حرکت ہے جس سے دشمن اصل منصوبے سے آگاہ نہ ہو سکے اور اسے اچانک پن یعنی Surprise سے دوچار کیا جا سکے)۔ کی مثالیں ملتی ہیں، مکہ روانگی کے موقع پر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ سے جو غلطی سرزد ہوئی تھی اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا مگر حضور ﷺ کے نظام جاسوسی کے باعث یہ خبر دشمن تک نہ پہنچ سکی۔ (۱۷) بدر میں ایک بوڑھے آدمی سے آپ ﷺ نے لشکر قریش کے بارے میں پوچھا تو اس نے پوچھا آپ ﷺ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ بعد میں ہم بتائیں گے، اس سے آپ ﷺ نے ساری معلومات لے لیں، جب اس نے آپ ﷺ سے تعارف کرانے کے لئے کہا تو آپ نے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم پانی کے خطے کے رہنے والے ہیں، اس سے وہ سمجھا کہ آپ ﷺ عراق کے رہنے والے ہیں۔ (۱۸)

عسکری رازوں کی حفاظت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خفیہ خط کا طریقہ ایجاد کیا تاکہ مختلف مرحلوں کی حکمتِ عملی کو پوشیدہ رکھا جائے حضرت عبداللہؓ بن جحش کو دیا جانے والا خط جس کے متعلق انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ دو دن بعد کھولیں، اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو ایک خط دے کر فرمایا کہ دو دن کی مسافت کے بعد اسے کھولا جائے، دو دن کے بعد جب انہوں نے یہ خط کھولا تو اس میں دشمن کے قریب پہنچ کر اطلاعات حاصل کرنے کی حکمتِ عملی اور دیگر ہدایات پائیں، ان ہدایات کو خود قائد سریہ سے بھی پوشیدہ رکھنا دراصل رسول مقبول ﷺ کی جنگی

حکمتِ عملی کا حصہ تھا، یاد رکھنا چاہیے کہ راز داری ناگہانی حملوں کے عوامل (Factors) میں سب سے بڑا اور اہم عامل ہے، آپ ﷺ افواج کے تحرک کو اس قدر پوشیدہ رکھتے کہ بسا اوقات دشمن کے سر پر پہنچ جاتے مگر ان کو خبر تک نہ ہوتی۔ غزوۂ دومۃ الجندل غزوۂ خیبر اور فتح مکہ اس کی مشہور مثالیں ہیں۔

میدانِ جنگ کا چناؤ:

ایک کامیاب قائد کی بہت بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ دشمن کو ایسی جگہ لڑنے پر مجبور کرے جہاں دشمن کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل کیے جاسکیں جس وقت مسلمان لشکر بدر کی وادی میں پہنچا تو آپ ﷺ نے جبل عریش کے پاس ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں سے دور تک میدانِ جنگ کو دیکھا جاسکتا تھا اور پشت سے کسی حملے کا خطرہ نہ تھا، مزید برآں تمام آبی وسائل یعنی کنوؤں اور تلابوں پر قبضہ کر کے دشمن کو اس سہولت سے محروم کردیا گیا یہاں تک کہ دشمن پر ناامیدی چھا گئی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اسود بن عبدالاسد تالاب سے پانی حاصل کرنے کی کوشش میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (۲۰) غزوۂ احد میں بھی رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھ کر صف بندی کی اور پیچھے سے کسی متوقع حملے کا تدارک کرنے کے لئے جبل عنین پر تیراندازوں کو متعین فرمایا۔ (۲۱) خندق کے لئے جگہ کا انتخاب، اس کی کھدائی کے لئے ہر صحابیؓ کو جگہ کی نشان دہی اور دشمن کے پہنچنے سے پہلے مکمل دفاعی تیاری بھی آپ ﷺ کی جنگی بصیرت کی ایک جھلک ہے۔

صف بندی:

ساتویں صدی عیسوی کے اوائل تک میدانِ جنگ میں باقاعدہ صف بندی کا رواج نہیں تھا۔ خود عرب کے اندر بھی منظم صف بندی کا تصور تک نہیں تھا، بدر سے پہلے اگرچہ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس دو مرتبہ دو دو سو صحابہ کو لے کر کے دشمن کے مقابلے میں نکلے مگر باقاعدہ صف بندی کی نوبت نہیں آئی۔ بدر میں کفارِ قریش اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے میدان میں آئے مگر ان کے اندر نہ کوئی تنظیم تھی اور نہ ہی وہ کسی متحدہ قیادت کے کنٹرول میں تھے، رسول اللہ ﷺ نے پہلی دفعہ فوج کو تین حصوں یعنی میمنہ، میسرہ اور ساقہ (Reserves) میں تقسیم کیا اور تینوں حصوں کے مابین رابطے کے لئے دو اونٹنی سوار مقرر کئے جو رسول اللہ ﷺ کی ہدایات ان تک پہنچاتے اور یہ تینوں حصے دورانِ جنگ مرکز سے ملنے والی ہدایات کے مطابق ایک دوسرے کو مناسب مدد پہنچاتے رہے۔ (۲۲) ماہرینِ فنِ حرب اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ صف

بندی اس امر کی ضمانت ہے کہ اس سے سپہ سالار کے ہاتھ میں احتیاطی طاقت موجود ہوتی ہے جس سے وہ غیر متوقع صورتِ حال کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ (۲۳) فتح مکہ کے موقع پر اگر چہ بدر واحد کی مانند صف بندی نہیں کی گئی مگر آپ ﷺ نے اپنے لشکر کو چار مناسب حصوں میں تقسیم کرکے مختلف اطراف سے پیش قدمی کی جس کی وجہ سے مشرکین اسلامی فوج کا مقابلہ کرنے سے متردد ہوگئے۔ (۲۴)

اقدام:

خاتم النبین ﷺ کا یہ دستور تھا کہ دشمن کی عددی برتری کے باوجود افواجِ اسلامی کو مرکز سے باہر نکال لاتے، یہ آپ ﷺ کی شجاعت کی بے نظیر مثال ہے۔ بدر اور اس سے پہلے تمام سرایا وغزوات، اقدامی کارروائیاں تھیں، بقول علامہ شبلی نعمانی، اربابِ سیر نے ان تمام سرایا کا مقصد یہ بتایا ہے کہ یہ قریش کے تجارتی قافلوں کو چھیڑنے کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ (۲۵) غزوۂ بواط میں رسولِ مقبول ﷺ کا دوسو صحابہ کو لے کر امیہ بن خلف کے قافلے کے خلاف نکلنا ایک بڑی اقدامی کارروائی تھی۔ (۲۶) یہ تمام کارروائیاں دشمن کو مرعوب کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی تھیں، ان اقدامات سے افواجِ اسلامی کے حوصلے بلند ہوئے جس کی وجہ سے وہ دشمن کی تعداد اور ساز و سامان کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، یوں تو خندق کے علاوہ تمام جنگوں میں آگے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا گیا مگر غزوۂ تبوک میں انتہائی بے سرو سامانی کے باوجود عالمی طاقت کے خلاف پیش قدمی کی گئی۔ اس پیش قدمی سے رومی فوج پر اس قدر رعب طاری ہوا کہ وہ پسپائی کرتی ہوئی اپنے علاقے میں اندر تک چلی گئی اور کئی سال تک مملکتِ اسلامی کی طرف دیکھنے کی انہیں جرأت ہمت نہ ہوئی۔ (۲۷)

اچانک پن (Surprise):

فوجی اصطلاح میں اچانک پن سے مراد یہ ہے کہ دشمن کو ناگہانی طور پر اس طرح جالیا جائے کہ اسے سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملے، میدانِ جنگ میں دشمن کو اچانک پن سے دوچار کرنا اعلیٰ درجے کی قیادت، نظم وضبط اور طاعتِ احکام کا مرہونِ منت ہوتا ہے، پیغمبر اسلام ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی میں اچانک پن کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ اس کے حصول کے لئے جہاں دشمن کے متعلق معلومات ضروری ہوتی ہیں وہاں افواج کی سریع الحرکتی کا بہت دخل ہوتا ہے، غزوۂ احد میں جب لشکر کفار مدینہ منورہ کے رخ پر صف بندی کر چکا تو دیکھا

کہ رسول کریم ﷺ نے لشکر اسلامی کو عین بائیں جانب لا کھڑا کیا چنانچہ آخری وقت میں انہیں اپنی صف بندی تبدیل کرنا پڑی۔ علامہ واقدی کے مطابق آپ ﷺ نے سورج کو اپنی پشت پر رکھا جب کہ دشمن کی آنکھوں پر شعائیں پڑ رہی تھیں، کفار ان حالات میں اپنے جنگی منصوبے میں عدم لچک پذیری کے باعث پہل کاری (Initiative) کا عنصر گنوا بیٹھے۔(۲۸) غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے لشکرِ اسلامی کی سریع الحرکتی اور اچانک پن کی بدولت دشمن کو اس قدر ہراساں کیا کہ وہ مقابلہ کرنے کی بجائے افراتفری کے عالم میں گلیوں میں بھاگنے لگے۔ غزوۂ خندق کے دوران لشکر کفار جو لشکر اسلامی سے چار گنا بڑا تھا جب اچانک اپنے سامنے گہری اور چوڑی خندق پاتا ہے تو اس کے حواس خطا ہو جاتے ہیں، اس طرح مدینہ منورہ پر حملے کا اس کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب افواجِ اسلامی کفار کی توقع کے برعکس بطنِ مکہ میں پہنچیں تو کفارِ مکہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ کتبِ حدیث میں ابوسفیان اور اس کی بیوی ہندہ کا مکالمہ نقل کیا گیا ہے، جس سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ اچانک پن کے نتیجے میں لوگوں کو یہ بھی سجھائی نہیں دیتا تھا کہ وہ کیا کریں اور کدھر جائیں۔(۲۹) دومۃ الجندل کی مہم میں رسول اللہ ﷺ ایک ہزار کا لشکر لے کر چلے۔ آپ ﷺ رات کو سفر کرتے اور دن کو پوشیدہ رہتے یہاں تک کہ جب لشکر اسلامی اہالیان دومۃ الجندل کی توقعات کے برعکس اچانک نمودار ہوا تو انہوں نے فرار کی ایسی راہ اپنائی کی مقابلہ تو کجا پورے شہر اور گرد و نواح میں ایک آدمی بھی نہ رہا۔ اس طرح سارا ساز و سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔(۳۰) بنولحیان پر بھی ایسا اچانک حملہ ہوا کہ وہ نہ سنبھل سکے اور رجیع کے مقام پر مسلمان قرا کو قتل کرنے کے جرم میں اپنے گھروں سے بے دخل ہوئے۔(۳۱)

پہل کاری (Initiative):

جنگ جیتنے کے لئے ضروری عناصر میں سے ایک اہم عنصر پہل کاری ہوتا ہے، پہل کاری سے مراد یہ ہے کہ حالتِ جنگ میں پہل کرتے ہوئے اپنی پسند کی جگہ یا محاذ کا انتخاب کر لیا جائے یا بالفاظ دیگر دشمن کو اس کی مرضی کے خلاف اپنی پسند کے محاذ یا حالات میں لڑنے پر مجبور کر دیا جائے تا کہ اس کے پاس کوئی جنگی داؤ نہ رہے، رسول کریم ﷺ نے بدر کے میدان میں اپنی فوج کو دشمن سے ایک دن پہلے ہی میدانِ قتال میں پہنچا کر دشمن کو ایسی زمین پر لڑنے پر مجبور کیا جو اس کے لئے قطعی طور پر فائدہ مند نہیں تھی، یہی حال احد اور خندق میں ہوا۔ بنوخزاعہ کی ایک شاخ بنو مصطلق مدینہ منورہ پر حملہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو

شہید کرنا چاہتی تھی، ان لوگوں کا مسکن مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام مریسع میں تھا۔ آپ ﷺ لشکر لے کر نکلے اور بنو مصطلق کے گھاٹ پر جا کر پڑاؤ کیا، وہ لوگ مقابلے پر نکلے مگر گرد و نواح سے جو لوگ ان کی مدد کو آئے تھے وہ بنو مصطلق کے محاصرے کے باعث ان کی کوئی مدد نہ کر سکے، مسلمانوں کی پہل کاری کے سبب بنو مصطلق اپنے جنگی منصوبے پر کوئی عمل نہ کر سکے اور سارا قبیلہ قیدی بنا لیا گیا۔ (۳۲)

۶ ہجری میں رسول اللہ ﷺ عمرے کے ارادے سے نکلے تو مشرکین کا ایک دستہ خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے نکلا، آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ دشمن کا لشکر مقامِ عسفان (جو مکہ مکرمہ سے انتالیس میل کے فاصلے پر ہے) پہنچ گیا ہے، آپ ﷺ چونکہ مقابلے کی غرض سے نہیں آئے تھے اس لئے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ معروف راستے کو چھوڑ کر غیر معروف راستے سے مکہ کی طرف کوچ کریں، یہ راستہ اگرچہ بہت دشوار گزار تھا مگر آپ مشرکین کے تصادم سے بچ کر حدیبیہ پہنچ گئے، جہاں خالد کا لشکر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا البتہ مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ کسی بھی حملے کا موثر جواب دے سکتے تھے، اسی جگہ ایک گروہ نے شرارت کی لیکن صحابہؓ نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا، مگر آئندہ کسی دوسرے گروہ کو جرأت نہ ہوئی اور واپسی تک پہل کاری کا عنصر آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہا۔ (۳۳)

جنگی منصوبے میں لچک:

میدانِ جنگ میں بدلتی صورتِ حال کے پیشِ نظر اگر مناسب کاروائی نہ کی جائے تو دشمن کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے اور وہ کسی بڑے نقصان سے دوچار کر سکتا ہے، رسولِ مقبول ﷺ جب کوئی جنگی منصوبہ بناتے تو اس کے ہر پہلو پر غور کرتے اور اس میں ایسی لچک ہوتی کہ میدانِ جنگ میں جوں ہی صورتِ حال میں تبدیلی پیدا ہوتی منصوبے کو اس کے مطابق ڈھال دیا جاتا۔ احد کی جنگ میں دوسرے مرحلے کے بعد افراتفری کے عالم میں مسلم فوج بکھر گئی۔ ایسی صورتِ حال پر قابو پانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے، چونکہ آپ ﷺ نے اس امر کی پیش بندی کی ہوئی تھی اور منصوبے میں بھی سادگی تھی لہذا آپ ﷺ اپنی بچی کھچی قوت کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھنے لگے اور دشمن کے ساتھ مقابلہ بھی جاری رکھا، اس دوران دشمن نے کئی بھرپور حملے بھی کئے لیکن بقیہ مجتمع قوت کے ساتھ آپ ﷺ نے ایسا دفاع کیا کہ دشمن کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔ غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف کے موقعوں پر عین حالتِ جنگ میں آپ ﷺ نے اپنے جنگی منصوبوں

میں حالات کی نزاکت کے پیش نظر تبدیلیاں کیں، جس سے مثبت نتائج حاصل ہوئے۔(۳۴)

حرکت پذیری:

افواج کی حرکت پذیری صرف قوتِ حرکت ہی کو متضمن نہیں ہے بلکہ یہ لفظ قوتِ عمل سریع کو بھی شامل ہے، آقائے نامدار ﷺ اپنے تمام غزوات میں اس بات کا اہتمام فرمایا کرتے تھے کہ افواج کی سریع الحرکتی کو بروئے کار لا کر دشمن کو اچانک پن (Surprise) سے دوچار کیا جائے۔ اس سلسلے میں بدر، خیبر، دومۃ الجندل اور مکہ کے سفروں کی مثالیں یہ واضح کرتی ہیں کہ راتوں کو سفر اور دن کو آرام کا اہتمام کرکے آپ ﷺ نے اپنے لشکر کے تحرک کو نہ صرف پوشیدہ رکھا بلکہ کم تر وسائل نقل کے باوجود آپ ﷺ کی حکمت عملی کے باعث بڑے بڑے لشکروں کو زیر کرلیا گیا۔ ماہرین حرب ان واقعات کو پڑھ کر انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں، بعض مقامات پر ایسا بھی ہوا کہ افواجِ اسلامی کی سریع الحرکتی کی بدولت دشمن اپنے حلیفوں سے بھی رابطہ نہ کرسکا، غزوۂ نجد، غزوۂ بنو مصطلق اور غزوۂ خیبر اس کی بڑی بڑی مثالیں ہیں۔(۳۵) غزوۂ خیبر میں تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو برق رفتاری کے ساتھ مقامِ رجیع کی طرف روانہ کرکے بنوغطفان کو الٹے پاؤں اپنے دیار کی طرف جانے پر ایسا مجبور کیا کہ انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اگر آپ ﷺ ایسا نہ کرتے تو یہود و غطفان کی مشترکہ قوت مسلمانوں کے لئے سخت مشکلات پیدا کرسکتی تھی۔(۳۶)

معنویاتِ عدوّ (Enemy's/Morale) پر ضرب:

نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ دشمن کی فوج کے افسروں اور جوانوں کے لڑنے کے جذبے (Fighting Spirit) اور مورال (Morale) پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ میدانِ جنگ میں اترنے سے پہلے آدھی جنگ جیت لی جائے۔ اس مقصد کے لئے آپ ﷺ مندرجہ ذیل طریقے استعمال کیا کرتے تھے:

الف۔ دشمن کی صفوں میں ایسے عناصر سے رابطہ جو شدت پسند نہ ہوں اور دشمن کو حملے سے باز رکھیں۔

ب۔ طویل محاصرہ، جیسے غزوۂ بنونضیر و بنوقریظہ اور غزوۂ خیبر و طائف

ج۔ ناگہانی حملے جیسے دیارِ غطفان کی جانب صحابہ کی روانگی سے بنوغطفان ہڑ بڑا اُٹھے، اسی طرح غزوۂ ذات السلاسل میں سات قبیلوں پر چڑھائی اور ان کی پسپائی۔

د۔ اقتصادی ناکہ بندی، بدر کبریٰ سے پہلے ہونے والے سرایا وسریۂ زیدؓ بن حارثہ اور اثامہؓ بن اثال کے ذریعے کفارِ قریش کی اقتصادی ناکہ بندی اس کی بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ (۳۷)

ایک وقت میں ایک دشمن کا مقابلہ:

رسول عربی ﷺ کی یہ حکمتِ عملی کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ ایک وقت میں صرف ایک دشمن سے نمٹا جائے۔ آپ ﷺ خیبر کی طرف گئے تو خیبر اور غطفان کے درمیان وادیٔ رجیع میں قیام فرمایا، اسی طرح غطفانی قبائل اور خیبر کے یہودیوں کو ایک دوسرے کی مدد سے روکے رکھا، غطفانی یہ سمجھے کہ ان پر حملہ ہو رہا ہے لہذا وہ اپنے علاقے میں ہی مورچہ بند رہے، آپ ﷺ نے بڑھ کر خیبر فتح کرلیا۔ وادیٔ رجیع میں قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہاں رات گزاری جائے اور صبح کی روشنی میں خیبر میں داخل ہوں، عساکر اسلام کی تربیت کے لئے یہ بات پیش نظر رکھی گئی کہ آئندہ جب کبھی دشمن اپنے حلفا کی مدد سے مقابلے پر آئے تو ان کی طاقت کو متحد نہ ہونے دیا جائے، ہر دشمن کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مقابلہ کیا جائے اور ان کی طاقت کو حصوں میں تقسیم کرکے ختم کیا جائے۔ (۳۸) صلح حدیبیہ بھی دراصل اسی حکمتِ عملی کا نتیجہ تھی کہ کفارِ قریش سے عارضی صلح کرکے پہلے یہود سے نمٹا گیا، بعد میں جب کفارِ مکہ نے خود ہی معاہدے کی خلاف ورزی کی تو چونکہ یہود کی کمر پہلے ہی توڑ دی گئی تھی لہذا کفار سے نمٹنا آسان ہوگیا، غزوۂ خندق کے موقع پر جب عرب کے تمام قبائل مملکتِ مدینہ پر چڑھ دوڑے تو ایک وقت آیا کہ رسول اللہ ﷺ بنو غطفان کے ساتھ امن کا معاہدہ کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے تاکہ ایک وقت میں صرف ایک دشمن کا مقابلہ کیا جاسکے۔ البتہ اس معاہدے کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ (۳۹)

تعاقب:

دشمن کی اصل طاقت پر کاری ضرب لگانے اور فتح کو یقینی بنانے کے لئے دشمن کا تعاقب ضروری ہوتا ہے۔ جب دشمن کے قدم اکھڑ جائیں تو تعاقب کے ذریعے اس کی مزید حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ غزوۂ بدر میں جب دشمن نے راہِ فرار اختیار کی تو آپ ﷺ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کا تعاقب کیا جائے۔ چنانچہ تعاقب کے خوف سے تین گناہ زیادہ تعداد کے باوجود کفار نے مکہ سے پہلے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ غزوۂ احد کے پہلے مرحلے میں جب دشمن کے پاؤں اکھڑے تو مسلمان لشکر نے ان کا دور تک

تعاقب نہ کیا جس کی بدولت سخت جانی نقصان اُٹھانا پڑا۔ البتہ بعد میں آپ ﷺ تمام شرکائے احد کو لے کر دشمن کے تعاقب میں دس میل دور حمراء الاسد تک گئے جس سے دشمن پر رعب طاری ہوا اور یہ تعاقب مسلمان لشکر کی بلند حوصلگی کا باعث بنا۔ (۴۰) حنین کے مقام پر جب دشمن کو شکست ہوئی تو قبیلہ ثقیف میں سے اکثر لوگ طائف کی طرف بھاگے، انہی میں ان کا سپہ سالار مالک بن عوف بھی تھا۔ دوسرے قبائل نے اوطاس اور نخلہ کی طرف رخ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے تعاقب کا حکم دیا۔ اس تعاقب کے نتیجے میں دشمن نے ہتھیار ڈال دیئے اور بہت سے قید ہوئے۔ مسلمان بنو ثقیف کے تعاقب میں طائف تک گئے جہاں دشمن کو اپنے قلعوں میں محصور ہونا پڑا اور وہ کسی بیرونی فوجی امداد سے محروم ہو گئے۔ (۴۱)

آپ ﷺ کی یہ بھی سنت مبارک تھی کہ اگر کبھی مناسب قوت مہیا نہ ہوتی تو تعاقب روک بھی دیتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ کے قریب غارت گروں نے حملہ کیا۔ آپ ﷺ کو ہنگامی طور پر جو بھی آدمی ملے انہیں ساتھ لیا اور غارت گروں کا تعاقب کر کے ان سے مال چھڑا لیا۔ اسلامی دستے کی تعداد مناسب نہ تھی۔ حضرت سلمہؓ بن الاکوع (جن کا اس مہم میں بنیادی کردار رہا) نے تعاقب پر اصرار کیا کہ دشمن کا مکمل صفایا کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں سلمہ! اب جانے بھی دو''۔ (۴۲) اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ دشمن اپنی موت کو سامنے پا کر مسلمان دستے کو بڑے نقصان سے دوچار کرتا، جب کہ رسولِ کریم ﷺ کے عملِ مبارک سے دشمن پر مسلمانوں کا رعب طاری رہا۔

اقتصادی ناکہ بندی:

مدینہ منورہ میں اپنے مرکز کو ابتدائی طور پر مستحکم کرنے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ نے جو کام کیا وہ اپنے اصل دشمن یعنی کفارِ مکہ کی اقتصادی ناکہ بندی تھی۔ یہ وہ ہتھیار ہے جو کثرتِ تعداد و اسلحہ کے باوجود دشمن کے چھکے چھڑا دیتا ہے، کفار کے تجارتی راستے کو پرخطر اور دہشت ناک بنانے کے لئے سریہ حمزہؓ وہ پہلا وار تھا جس سے کفار کو زک پہنچی۔ (۴۳) بعد کے سرایا نے دشمن کی گردن میں مزید بل کسے۔ جب مکہ والوں نے متبادل راستے (مکہ، نجد، عراق اور شام) سے تجارت کرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ کو خبر ہوگئی۔ پہلا ہی قافلہ جو اس راستے پر نکلا اور جس کے مالِ تجارت کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، حضرت زیدؓ بن حارثہ کی سربراہی میں بھیجے جانے والے دستے کے ہتھے چڑھ گیا۔ یوں سارے کا سارا مال بطورِ غنیمت مدینہ منورہ لایا گیا۔ (۴۴) اس اقتصادی ناکہ بندی نے کفار کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ بعد میں ایک ایسا واقعہ ہوا

جس کی بدولت کفارِ مکہ واقعی چیخ اٹھے۔ مسلمانوں کا ایک طلایہ گرد دستہ رئیس نجد اثامہ بن اثال (جو مکہ جا رہا تھا) کو پکڑ لایا۔ حضور ﷺ نے اسے مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ ہر نماز کے لئے آتے جاتے اسے اسلام کی دعوت دیتے مگر وہ فدیہ دے کر آزاد ہونے کی درخواست کرتا اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا رہا۔ تیسرے دن آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے کھول کر آزاد کر دیا جائے۔ اس حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر وہ قریبی باغ میں گیا، غسل کیا اور واپس آ کر اسلام قبول کر لیا۔ مکہ والوں کو خوارک کے لئے نجد کا ہی ایک سہارا تھا چنانچہ حضرت اثامہؓ نے کہا کہ میں رسولِ کریم ﷺ کے حکم کے بغیر ایک دانہ بھی مکہ نہیں جانے دوں گا۔ اس اقتصادی ناکہ بندی پر کفار مکہ چلا اُٹھے اور ابوسفیان کو مدینہ بھیجا جس نے قرابت داری کا واسطہ دے کر خوارک کی ترسیل بحال کرائی۔ (۴۵)

گوریلا کارروائیاں:

رسولِ مقبول ﷺ کی حکمتِ عملی یہ بھی تھی کہ کم سے کم افرادی قوت کے ساتھ دشمن پر زیادہ سے زیادہ ضربیں لگا کر اس کے جذبۂ قتال کو ختم کیا جائے، یوں تو بدر سے پہلے جتنی بھی مہمات بھیجی گئیں ان کا بنیادی مقصد یہی تھا۔ ان مہمات نے کفارِ مکہ کو ہراساں کر کے رکھ دیا انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اب ان کی ملک شام کے ساتھ تجارت تقریباً ناممکن ہو گئی۔ بدر کے بعد کی کارروائیوں میں سریۂ عبداللہؓ بن انیس قابل ذکر ہے، یہ مشن صرف ایک ہی صحابیؓ پر مشتمل تھا جو قبیلہ ہذیل کے سردار سفیان بن خالد کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا، وہ مدینہ پر حملے کی تیاریاں کر رہا تھا، حضرت عبداللہؓ رسول اللہ ﷺ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بطنِ عرنہ میں گئے اور سفیان کے خیمے میں داخل ہو کر اس کا سر کاٹ کر مدینہ لے آئے جس کے بعد اعراب کا بڑا لشکر جو حملہ کی تیاریاں مکمل کر چکا تھا خود بخود منتشر ہو گیا۔ (۴۶) گوریلا کارروائیوں کی ایک مثال صفوان بن امیہ کے قافلۂ تجارت پر حضرت زید کے دستے کا ناگہانی حملہ تھا، جس میں بغیر کسی جانی نقصان کے ایک لاکھ درہم کا سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی سربراہی میں پانچ آدمیوں کا دستہ خیبر روانہ کیا جو مدینہ سے ایک سو آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس ذمے یہ کام لگایا گیا کہ ابورافع بن ابوالحقیق کا کام تمام کرے، جس نے غزوۂ خندق کے موقع پر حیی بن اخطب کے ساتھ مل کر قبائل عرب کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں کو قلعے سے دور کھڑا کر کے تن تنہا جان کا خطرہ مول لے کر بہادری اور جواں مردی کے

ساتھ ابو رافع کو اس کے محافظوں کے درمیان سے گزر کر قتل کیا۔ واپسی پر ایک چھلانگ لگاتے ہوئے ان کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی لیکن وہ ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ جس طرح حصار سے نکل آئے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (۴۷)

رات کے وقت سفر:

فوجی زندگی میں رات کے سفر کی بہت اہمیت ہے۔ دشمن سے اپنی افواج کی پوزیشن اور منصوبے کو چھپانے اور دشمن کو اچانک پن سے دوچار کرنے کے لئے رات کے وقت افواج کی نقل و حرکت سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ عموماً اپنی فوج کو رات کے وقت ہی سفر کرایا کرتے تھے۔ رات کے وقت سفر کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِالدُّلجة فَاِنَّ الارْضَ تُطْوٰی بِالَّیْلِ۔ (۴۸)

تمہیں چاہیے کہ رات کے وقت سفر کیا کرو، بے شک رات کے وقت زمین لپیٹی جاتی ہے۔

یعنی رات کا سفر دن کے مقابلے میں آسان ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب اپنے لشکر کو لے کر دومۃ الجندل کی طرف گئے تو تمام سفر رات کے وقت کیا اور دن کے وقت سارا لشکر چھپ کر آرام کیا کرتا تھا۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر بھی آپ ﷺ نے ساری رات سفر کیا اور دوسری دوپہر تک مسلسل سفر کرتے رہے۔ بدر میں پڑاؤ کی آخری تبدیلی بھی رات کے وقت ہی عمل میں لائی گئی جس سے دشمن کو اسلامی فوج کی اصل پوزیشن کا پتہ نہ چلا، غزوۂ احد کے لئے بھی رات کے پچھلے پہر ہی کوچ کیا گیا۔ (۴۹)

اسلحہ اور سامانِ جنگ (ہتھیار بندی):

خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے دلوں میں توکل کی صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود دنیاوی وسائل کے بھرپور استعمال کی ترغیب بھی دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

وَاعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃ، الاوَ اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ۔ (۵۰)

دشمنوں کے خلاف تم سے جس قدر ہو سکے قوت تیار رکھو۔ یاد رکھو کہ قوت تیر اندازی (فائر پاور) کا نام ہے۔

آپ ﷺ اپنے ہر سپاہی کو ہتھیار سے مسلح دیکھنا چاہتے تھے، اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر صفوان بن اُمیہ (جو ابھی مشرک تھا) سے ہتھیار اور زرہیں اُدھار لیں۔ اس کے ساتھ یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ آپ ﷺ ہتھیاروں کے معاملے میں خود کفیل ہونے اور اندرونِ ملک ان کی تیاری کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو فرمایا اسے پھینک دو اور دوسری (عربی) کمان رکھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کمان اور نیزے کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا اور تم ان کے ذریعے ممالک فتح کرو گے۔ (۵۱)

متفرق جنگی چالیں:

آنحضور ﷺ دشمن پر نفسیاتی دباؤ بڑھانے کے لئے ایسی چالیں استعمال کیا کرتے تھے جن سے فتح کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا **الحرب خدعة** ''جنگ ایک دھوکہ ہے''۔ اس فرمانِ نبوی ﷺ کے تحت حضرت نعیمؓ بن مسعود نے غزوۂ خندق کے موقع پر ایک چال چلی، کفار اور ان کے حلفاء یعنی بنو غطفان اور یہود کو حضرت نعیم کے اسلام کا علم نہیں تھا۔ حضرت نعیم نے یہود کو مشورہ دیا کہ وہ قریش مکہ سے چند سردار بطورِ ضمانت مانگیں تا کہ اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ وہ یہود کو مسلمانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر واپس نہیں جائیں گے، اس کے بعد وہ قریش کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ یہود اپنے کئے پر پشیمان ہیں اور اب قریش مکہ سے چند آدمی امانتاً لے کر محمد (ﷺ) کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تا کہ اپنی غلطی کا ازالہ کرسکیں۔ قریش نے یہود کو کہلا بھیجا کہ کل ہم ادھر سے حملہ کریں گے تم ادھر سے مسلمانوں پر چڑھائی کرو۔ یہود نے ایک تو یوم السبت میں نہ لڑنے کا بہانہ کیا دوسرا ان سے چند سردار بطورِ رہن مانگے۔ اس پر قریش مکہ کہنے لگے کہ نعیم نے سچ ہی کہا تھا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں کفارِ قریش، غطفانی قبائل اور یہود کے درمیان اعتماد کی فضا ختم ہوگئی اور وہ بے نیل ومرام واپس لوٹے۔ (۵۲)

طائف کے محاصرے کے دوران دشمن (بنو ثقیف) کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کے لئے آپ ﷺ نے اعلان کرایا کہ **ایما عبد نزل من الحصن فهو حر** ''جو بھی شخص قلعہ سے نیچے اتر آئے اسے آزاد کردیا جائے گا''۔ چنانچہ اس اعلان پر تیئس آدمی قلعے سے باہر آگئے۔ اس طرح قلعے میں موجود لوگ ظن و تشکیک کا شکار ہوگئے، بعد میں آپ ﷺ نے جنگی چال کے طور پر محاصرہ اُٹھالیا۔ اسی پس قدمی کے نتیجے میں پورے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا۔ (۵۳) دشمن کے علاقے میں محدود پیمانے پر تباہی، جو دشمن کو صلح پر مجبور

کرے، بھی رسول اللہ ﷺ کی چالوں میں سے ایک چال تھی جو دراصل اللہ کے حکم سے ہوا کرتی تھی۔ بنونضیر اور بنوثقیف کے محاصرے میں دشمن کے علاقے سے کھجوروں کے درخت کاٹے اور جلائے گئے۔ ان درختوں میں پھل دار کھجوروں کی ایک قسم لینہ بھی تھی جس کے متعلق علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ اچھی کھجوروں کے درختوں کو کہتے ہیں۔(۵۴) مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ جنگی ضروریات کے لئے خاص حکم یہ ہے کہ اگر دشمن کے خلاف کاروائی کو کامیاب کرنے کی خاطر کوئی تخریب ناگزیر ہو تو کی جاسکتی ہے۔(۵۵) چنانچہ رسولِ کریم ﷺ کی اس حکمت عملی کے نتیجے میں دشمن صلح کرنے اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوا۔(۵۶)

خلاصۂ کلام:

گزشتہ صفحات کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ دشمن کو مکمل تباہی سے دوچار کرنے کے بجائے اس کو ہراساں رکھا جائے تاکہ عساکر اسلامی کے رعب کے باعث وہ کسی اقدامی کاروائی کی جرأت نہ کرے۔ اس مقصد کے لئے فوج کی سریع الحرکتی اور توریہ کے ذریعے دشمن کے خطِ رسد (Line of Supply) کو منقطع کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہر وہ حربہ استعمال کیا جائے جس سے دشمن کے افسروں اور جوانوں کے حوصلے پست ہوں اور میدانِ جنگ میں اترنے سے پہلے ان کے اندر جذبہ قتال مفقود ہو جائے۔ اگر دشمن کے ساتھ دوبدو مقابلہ ناگزیر ہو جائے تو جنگی منصوبہ سادہ اور لچک دار بنایا جائے اور لشکر کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ ہر حالت میں فوج کا کچھ حصہ ریزرو رکھا جائے جو ہنگامی حالات سے نمٹنے میں کام دے سکے۔ فوجی نقل وحرکت ترجیحاًرات کے وقت کی جائے۔ دشمن کی طاقت کو کبھی ایک مقام پر مجتمع نہ ہونے دیا جائے اور ایک وقت میں صرف ایک محاذ کا انتخاب کیا جائے۔ فوج کو دشمن کے خلاف تعینات کرنے کے سے پہلے زمینی خدوخال کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے، تاکہ دشمن کے خلاف زمینی فوائد حاصل کرتے ہوئے اسے اپنی مرضی کے محاذ پر لڑنے پر مجبور کیا جاسکے۔ اگر دشمن شکست کھا جائے تو مناسب حد تک اس کا تعاقب کیا جائے۔ دشمن کو مکمل تباہ کرنے کے بجائے اسے بھاگنے کا راستہ دینے سے بہتر جنگی نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ سب سے اہم اور آخری لیکن اسلامی تعلیمات میں سرفہرست امر یہ ہے کہ حتی الوسع جنگ سے گریز کیا جائے امن وآشتی اور صلح وخیر کو ہمیشہ مقدم رکھا جائے الا یہ کہ ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے کیوں کہ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ امن کی راہیں میدان جنگ سے ہو کر گزرتی ہیں پھر جنگ کے مقاصد نہایت واضح اور خالصتاً بلند نصب العین) پر مبنی ہوں (یہ ایک الگ موضوع ہے جس میں اسلامی

جہاد کے مقاصد اور طریقہ جنگ میں اصلاحات پر مفصل گفتگو کی گنجائش ہے یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح کی جنگی حکمت عملی اختیار کی اس میں افواج اسلام و پاکستان کے لئے کیا اسباق پوشیدہ ہیں، آئندہ سطور میں ان کا تذکرہ قلمبند کیا جاتا ہے۔

افواجِ پاکستان کے لئے اسباق

گزشتہ سطور کے مطالعے سے افواج پاکستان کے لئے درجِ ذیل اسباق سامنے آتے ہیں:

الف۔ افسروں اور جوانوں کی دینی اور جسمانی تربیت پر اس قدر توجہ دی جائے کہ دشمن کی کثرتِ تعداد اور اسلحہ کی فروانی کو وہ کبھی بھی خاطر میں نہ لائیں۔

ب۔ افراد کی تربیت ہر طرح کے جغرافیائی حالات میں کرائی جائے، تاکہ دوران جنگ ایک محاذ سے دوسرے محاذ پر منتقلی کے وقت وہ آسانی سے اپنے آپ کو نئے ماحول اور حالات میں ڈھال سکیں۔

ج۔ جب فوجیں اگلے مورچوں کی طرف پیش قدمی کر رہی ہوں تو عقب کو خالی نہ چھوڑا جائے۔ چھاؤنیوں اور شہروں میں بھی ایسے افراد کو تعینات کیا جائے جو بوقتِ ضرورت انتظام و انصرام سنبھالنے کے علاوہ مؤثر دفاع بھی کر سکیں۔

د۔ دشمن کی صفوں میں ایسے لوگ تلاش کئے جائیں جو اس کی نقل و حرکت سے بروقت مطلع کر سکیں خواہ اس کے لئے ان کو کوئی دنیاوی لالچ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

ھ۔ فوج کے لئے افسروں اور جوانوں کا انتخاب کرتے وقت اس قدر چھان بین کی جائے کہ کسی دشمن یا اس کے کسی حلیف کا افواجِ پاکستان میں داخلہ ناممکن ہو جائے۔

و۔ دشمن کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ہر وقت سرحدوں پر ایسے دستے تعینات ہوں جو کسی بھی فوجی مداخلت کا جواب دینے اور اقدامی کاروائیاں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ز۔ جنگی منصوبہ نہایت سادہ قابل فہم اور قابل عمل ہو، اپنی فوج کی جنگی صلاحیت کے مطابق ہو۔

ح۔ محاذِ جنگ کو اس قدر نہ پھیلایا جائے کہ حالتِ جنگ میں اس پر کنٹرول کرنا ممکن نہ ہو سکے۔

ط۔ کم تعداد کے ساتھ دشمن کو ہر وقت مصروف (Engege) رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً دشمن کے

اندرونِ ملک فوجی کاروائیاں کی جائیں تاکہ وہ ایک محاذ پر اپنی فوجی قوت مجتمع نہ کر سکے۔

ی۔ فوجی مشن خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، ایک مناسب حصہ بطورِ ریز رو ضرور رکھا جائے، تاکہ بوقتِ ضرورت اس کو مطلوبہ جگہ پر روانہ کرنے سے فوجی منصوبے میں خلل نہ پڑے۔

ت۔ دشمن کی اصل فوج کو ہر مرحلے میں زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے خواہ اس کے لئے اندرونِ ملک اس کا تعاقب ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

ث۔ فوجی ٹریننگ اور فوجی مارچ کے لئے رات کے وقت کا تعین کیا جائے۔ ہر فوجی کو نائٹ ٹریننگ کے جملہ مرحلوں سے گزارا جائے اور تن آسان لوگوں کو فوج کا حصہ نہ بنایا جائے۔

خ۔ اسلحہ اور گولہ بارود کے سلسلے میں خود کفالت حاصل کی جائے، جب تک یہ ہدف حاصل نہ ہو سکے حلیف ممالک سے اسلحہ خریدا جا سکتا ہے۔

ذ۔ دشمن کو سیاسی لحاظ سے اقوامِ عالم سے علیحدہ کرنے کے لئے دیگر ممالک کے ساتھ دفاعی اور اقتصادی معاہدے کئے جائیں، تاکہ دشمن کو دفاعی موقف اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔

ر۔ عین حالتِ جنگ میں نفسیاتی جنگ کے تمام حربے استعمال کئے جائیں اور اس دوران دشمن پر دباؤ رکھا جائے، تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ نقصان سے دوچار کر کے فتح کو یقینی بنایا جا سکے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۲۴۹

2. A Dictionary of US Military Terms: Washington DC, Public Affairs Press, 1963, P 205

۳۔ وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ”اور اگر تم اعلیٰ ایمان کے حامل ہوئے تو تم ہی غالب رہو گے“۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۹۔

4. Saeed Uz Zafar, Brigadier: Junior Leadership in the Army, Pakarmy Green Book. 1990, Lahore, Feroze Sons Limited, 1990, p 31

۵۔ ابن کثیر/ ابو الفدا عماد الدین/ البدایۃ والنہایۃ/ بیروت، مکتبہ المعارف، ۱۴۱۱ھ/ ج ۳، ص ۲۶۰۔

۶۔ واقدی، محمد بن عمر/ کتاب المغازی/ بیروت، عالم الکتب، ۱۴۰۴ھ/ ج ۱، ص ۱۰۱

۷۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج ۷، ص ۶

۸۔ ابن قیم/ زاد المعاد/ مترجم رئیس احمد جعفری/ کراچی، نفیس اکیڈمی/ ج ۲، ص ۲۵۸، ۳۱۸

۹۔ ابن ہشام، عبد الملک/ السیرۃ النبویۃ/ بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۷ھ/ ج۲،ص۲۳۴

☆ البدایۃ والنہایۃ/ ج۳،ص ۲۸۵

۱۰۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۳،ص ۲۵۸

۱۱۔ السیرۃ النبویۃ/ ج۲،ص ۲۱۵

۱۲۔ امام بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین/ دلائل النبوۃ/ بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵/ ج۳،ص ۳۱۵،۳۱۶

۱۳۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۳،ص ۳۶۵

☆ کاندھلوی، محمد ادریس/ سیرۃ المصطفیٰ/ لاہور، مکتبہ عثمانیہ/ ج۲،ص ۷۰

۱۴۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۳،ص ۲۶۴

۱۵۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل/ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق

۱۶۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۳،ص ۲۶۲

۱۷۔ ایضاً/ ج۴،ص ۲۸۳

۱۸۔ ایضاً/ ج۳،ص ۲۶۴

۱۹۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب سریہ عبد اللہ ابن جحش

۲۰۔ محمود شیت خطاب/ الرسول القائد/ مترجم رئیس احمد جعفری/ لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز/ ص ۱۳۹،۱۴۰

۲۱۔ واقدی/ ج۱،ص ۲۱۹،۲۲۰

۲۲۔ ڈاکٹر حمید اللہ/ خطباتِ بہاولپور/ اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی/ ص ۲۶۴

۲۳۔ الرسول القائد/ ص ۱۴۷

۲۴۔ البدایۃ والنہایۃ/ ج۴،ص ۲۹۱،۲۹۲

۲۵۔ شبلی نعمانی/ سیرت النبی/ اعظم گڑھ دہلی، دار المصنفین/ ج۱،ص ۳۱۰

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ علامہ عبد الحق دہلوی/ مدارج النبوۃ (مترجم غلام معین الدین نعیمی/ کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء/ ج۲،ص ۵۸۸

۲۸۔ واقدی/ ج۱،ص ۲۲۰

۲۹۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب غزوۂ خیبر

☆ سلیم اللہ خان/ کشف الباری عمافی صحیح بخاری، کتاب المغازی/ کراچی، مکتبہ فاروقیہ، ۱۹۹۵ء/ ص ۴۹۶

۳۰۔ بیہقی/ ج۳،ص ۳۹۰،۳۹۱

۳۱۔ السیرۃ النبویۃ/ ج۳،ص ۳۰۶،۳۰۷

۳۲۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی/ سنن ابی داؤد/ کتاب العتاق

☆ سیرت المصطفیٰ/ ج۲،ص ۲۷۹،۲۸۰

۳۳۔ مدارج النبوۃ/ ج۲،ص ۳۶۰

۳۴۔ واقدی/ ج۱،ص ۲۴۰

☆ سیرۃ المصطفیٰ/ ج۳،ص ۶۱،

۳۵۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب غزوئہ خیبر

☆ بیہقی/ باب غزوۂ دومۃ الجندل/ ج۳،ص ۳۹۰،۳۹۱

۳۶۔ بیہقی/ غزوۃ ذات الرقاع/ ج۳،ص ۳۷۰، ۳۷۱

۳۷۔ واقدی/ ج۲،ص ۷۷۰، ۷۷۱۔ اس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے۔

☆ الرسول القائد/ ص ۳۶۶، ۳۶۷

۳۸۔ السیرۃ النبویۃ/ ج۳،ص ۳۵۹،۳۶۰

☆ واقدی/ ج ۴، ص ۱۹۷
☆ زاد المعاد/ ج ۲، ص ۲۳۰
۳۹۔ ایضاً
☆ سیرۃ المصطفیٰ/ ج ۲، ص ۳۱۷
۴۰۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ، محمد/ طبقات/ الکبری/ مترجم عبد اللہ العمادی/ کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۴۴ء/ ج ۱، ص ۳۹۲
۴۱۔ سیرۃ المصطفیٰ/ ج ۳، ص ۶۱، ۳۶
۴۲۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی/ غزوۂ ذات القرد
۴۳۔ السیرۃ النبویہ/ ج ۲، ص ۲۰۷
۴۴۔ ابن سعد/ ج ۱، ص ۲۷۸
۴۵۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب وفد بنو حنیفہ
☆ کشف الباری/ ص ۵۹۷
۴۶۔ ابن سعد/ ج ۱، ص ۳۹۳، ۳۹۴
☆ مدارج النبوۃ/ ج ۲، ص ۲۴۷، ۲۴۸
۴۷۔ واقدی/ ص ۳۹۱، ۳۹۴
۴۸۔ حاکم، ابو عبد اللہ نیشا پوری/ مستدرک علی الصحیحین/ کتاب الجہاد/ رقم ۱۶۰، ۲۵۳۵
۴۹۔ مدارج النبوۃ/ ج ۲، ص ۱۹۹
۵۰۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی/ سنن ابن ماجہ/ کتاب الجہاد، باب السلاح
۵۱۔ ایضاً
۵۲۔ صحیح بخاری/ کتاب المغازی، باب غزوۃ الاحزاب
۵۳۔ واقدی/ ج ۳، ص ۸۹۸، ۹۲۸
۵۴۔ علامہ ابن کثیر/ عماد الدین/ تفسیر ابن کثیر/ تفسیر سورۃ الحشر، آیت ۵
۵۵۔ علامہ مودودی، ابو الاعلیٰ/ تفہیم القرآن/ تفسیر سورۃ الحشر، آیت ۵
۵۶۔ واقدی/ ج ۳، ص ۹۲۸

☆

نعت رنگ کا نیا پتا

نعت رنگ کا پتا تبدیل ہوگیا ہے، نیا پتا یہ ہے،

بی ۵۰، سیکٹر ۱۱، اے۔ نارتھ کراچی، پوسٹ کوڈ ۷۵۸۵۰

فون: ۶۹۰۱۲۱۲۔ فیکس: ۶۹۳۳۹۱۸